نُور و بشر کی حقیقت

حضرت مولانا محمد اکرم صاحب دامت برکاتہم

کا

سالانہ اجتماع دار العرفان میں ایک خطبہ

۱۹۸۶ء

ادارہ نقشبندیہ اویسیہ دار العرفان

منارہ ضلع چکوال

نور و بشر کی حقیقت

حضرت مولانا محمد اکرم صاحب دامت برکاتہم

کا

سالانہ اجتماع دارالعرفان میں ایک خطبہ

۱۹۸۶ء

ادارہ نقشبندیہ اویسیہ دارالعرفان

منارہ ضلع چکوال

لَقَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِيْنٌ

ایمان عقائد و نظریات کا نام ہے اور اعمال ان کے گواہ ہوتے ہیں جو شخص بھی ایمان کا دعوی کرتا ہے اس کے اعمال ہی اس کی تصدیق یا تردید کرتے ہیں ایمان کا اجر یا انعام جنت ہے اللہ کا قرب ہے اللہ کی رضا ہے گو اعمال پر جنت کا مدار نہیں بلکہ اعمال صرف میدان حشر میں ہمارے ایمان کا معیار مقرر کریں گے اعمال اس بات کی دلیل ہوں گے کہ اس نے جو دعوی ایمان کیا ہے اس میں کتنی جان ہے اور اس شخص کی عملی زندگی اس سے کس حد تک متاثر ہو سکی جتنی جتنی ہماری عملی زندگی ہمارے ایمان سے متاثر ہوگی اسی قدر اعمال ہمارے دعوی کا ثبوت دیں گے اس کے ساتھ مطابقت اختیار کرتے جائیں گے اتنا اتنا ایمان معیاری ہوتا چلا جائے گا۔

حتی کہ سب سے اعلی ایمان فنا فی الرسول ہے فنا فی الرسول سے مراد یہ ہے کہ انسان کی کوئی خواہش کوئی چاہت اپنی نہ رہے جو چاہے وہ حضور کی چاہت سے چاہے یہ کمال ایمان ہے اور یہی زینہ ہے فنا فی اللہ کا کیونکہ اللہ جل شانہ کی کوئی نشانی بجز محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہم تک نہیں پہنچی اور نہ ہم مقرر کرنے کی استعداد رکھتے ہیں۔

ہر زمانے کی مصیبتیں اور آزمائشیں جداگانہ ہوتی ہیں کیونکہ مزاجوں اور استعداد کے مطابق ہوتی ہیں ہم سے تھوڑا عرصہ پہلے جو زمانہ تھا اس میں اعمال پرلے دے ہوتی تھی عقائد بڑے صاف ستھرے بڑے سادہ بڑے سیدھے سے ہوتے تھے اب ہم جس دور میں گزر رہے ہیں اس میں سارا زور عقائد کی لے دے پر آپڑا ہے یعنی اعمال دعوی کی شہادت ہیں اور شہادت کی نوبت تو تب آئے گی جب دعوی سے فارغ ہوں گے ہمارا دعوی یہ ہے کہ ایک بات طے ہو جائے گی کہ ہم اس بات کو قبول کرتے ہیں اس کے بعد باری آئے گی ہمارے

اعمال کو جانچنے کی جو بات ہم نے قبول کی ہے ہمارے اعمال اس کی تصدیق کرتے ہیں یا نہیں اور یہاں مصیبت یہ ہے کہ تقسیم ملک کو کم وبیش نصف صدی ہونے کو آئی ہے آج بھی ایسے لوگ جو اسلام کو قبول کرنا تو دور کی بات ہے پسند بھی نہیں کرتے موجود ہیں۔

یعنی اس دور کی عجیب عجیب نسلیں ہیں کچھ لوگ مسلمان نہیں ہیں اسلام پسند ہیں اور کچھ ایسے ہیں جو اسلام کو پسند بھی نہیں کرتے اور ترتیب کچھ یوں بنتی ہے کہ مسلمان اور ان کے اوپر وہ جو اسلام کو پسند ہی نہیں کرتے اس پوری نصف صدی میں الاماشاء اللہ کہیں کوئی نیک آدمی کونے کھدرے میں تقدیر کا مارا ہوا سلپ کرکے آگے چلا جائے تو وہ اور بات ہے ورنہ بالکل ترتیب اختیاروا قتدار کی یہ ہے کہ مسلمان آپ کو صحراؤں گلیوں میں کوچوں میں ریوڑوں کے ساتھ جنگلوں میں جوہڑوں پر اور ہل جوتتے ہوئے مصیبت کاٹتے ہوئے مزدوری کرتے ہوئے مل سکتے ہیں اس سے ذرا اوپر موڑ پر سوار جو حضرات ہیں ان میں بڑے کم ایسے لوگ ہیں جو عملاً مسلمان ہوں ہاں ایسے ملیں گے جو اسلام پسند کم ہی بیٹھتے ہیں پھر وہ ان اسلام پسندوں سے پوچھتے ہیں کہ بتاؤ تمہارا کیا اسلام ہے کون سا اسلام ہے اور کیا نافذ کرنا ہے اور اسلام پسند جو ہیں ان میں ہر اسلام پسند کا اپنا اسلام ہے اس کی اپنی پسند کے مطابق ہے جیسی جس کی پسند ہے ویسا اس کا اسلام ہے حتی کہ اس دور کی مصیبت یہ کہ خود ذات رسول اللہ صلی اللہ تعالے علیہ وسلم موضوع بحث ہے۔

جو قوم اپنے نبی کی ذات کا تعین نہ کرسکی ہمارا نبی اور ہمارا رسول کون تھا کیسا تھا کون ہے کیسا ہے وہ نبی اور رسول کے پیغام کو کب یقینی طور پر پہچان سکتی ہے کہ یہ قول یہ ارشاد یہ بات ہمارے پیامبر صلی اللہ تعالے علیہ وسلم کی

ہے جب ذات پیامبر میں ہی بحث ہے۔
کہیں اتنا شور کہ نبی کریم صلی اللہ تعالے علیہ وسلم نے تو مخلوق کو اللہ کی طرف آنے کی دعوت دی اور یہ حضرات خدا کو بھی حضور کا محکوم بنانے پر تیار ہیں یعنی تیزی میں بھاگتے ہوئے آگے نکل گئے اور کہیں پیچھے ہٹتے ہٹتے اتنے ہٹ گئے کہ معاذ اللہ پیامبر صلی اللہ تعالے علیہ وسلم کو ایک چٹھی رساں سے زیادہ حیثیت دینے کو تیار نہیں ہوئے جس طرح ڈاکیہ ڈاک دے جاتا ہے اللہ کی کتاب تھی اللہ کے رسول نے ہمیں پہنچا دی وہ فارغ ہم فارغ ہم جانیں ہمارا خدا جانے یہ دو حدیں ہیں جو بالکل عام سی بات ہے یہ نہیں کہ میں جانتا ہوں اور آپ نہیں جانتے۔
انہی جھمیلوں میں ایک جھمیلہ ہے نور کا اور بشر کا ایک طبقہ کہتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نور ہیں اور بشر کہنے والا کافر ہے بالکل اسی کے سامنے کھڑا ہو کر دوسرا فریق کہتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بشر ہیں اور نور کہنے والا کافر ہے اور کفران کی گیم کا ایک بال بنا ہوا ہے ادھر والے ادھر پھینکتے ہیں اور ادھر والے ادھر پھینکتے ہیں اسی میں کٹ رہی ہے اس بات کا فکر نہیں کہ دنیا میں کیا ہو رہا ہے ملک کی حالت کیا ہے قوم سے کیا ہو گا آنے والی نسل کا کیا بنے گا کہیں ہمارے اس کفر کے مقابلے میں آنے ولے واقعی کفر میں تو نہیں چلے جائیں گے۔

اس موضوع پر تھوڑی سی دس پندرہ منٹ جو باقی ہیں ان میں بات ہو جائے۔
انسان آمیزہ ہی عجیب ہے یہ نور بھی ہے بشر بھی ہے اس کا کمال یہی ہے کہ یہ نور بھی ہے اور بشر بھی ہے اس کے دس اجزاء ہیں چار اجزاء مادی ہیں مٹی

آگ ہوا اور پانی ان چاروں کا جوہر جب اٹھتا ہے تو اس جوہر کو متحرک شے کو ان چاروں کے ملنے سے جو تحریک دینے والی شے پیدا ہوتی ہے اسے نفس کہتے ہیں ان پانچ کے ساتھ رب کریم نے پانچ لطائف عالم امر کے آمیز کردیئے ہیں۔

جیسے آپ میں سے ہر آدمی جانتا ہے کہ وجود اور روح مل کر انسان بنتا ہے وجود مادی ہے اور روح عالم امر سے ہے **قل الروح من امرربی** عالم امر وہ ہے جہاں مخلوق کا گزر نہیں صفات باری ہیں وہاں تو یہ جو روح ہے اس کی آمیزش بھی پانچ طرح کے لطائف ربانی سے ہے جس طرح پانچ اجزاء کی آمیزش سے وجود بنا ہے اسی طرح روح کی اساس بھی پانچ اجزاء ہیں قلب روح خفی سری اور اخفاء جس طرح آگ مٹی ہوا اور پانی یہ مادے کے چار نمائندے ہیں اسی طرح رب کریم نے عالم امر کی اعلیٰ ارواح یعنی سب سے اعلی روح نبی کی ہوتی ہے اس کے بعد رسول اور پھر اوالعزم انبیاء پانچ ہیں وہ پانچ ہی نمائندے ان پانچوں لطائف کے ہیں جس طرح مادے کے پانچ نمائندے مٹی آگ ہوا پانی اور نفس ہیں اسی طرح عالم امر کے ان نورانی لطیفوں کے نمائندے ہیں حضرت آدم علیہ السلام حضرت حضرت نوح علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت موسی علیہ السلام اور حضرت عیسی علیہ السلام۔

اگر ہم دیکھیں تو ہوا پانی اور آگ سب چیزیں مٹی میں موجود ہیں حرارت بھی برودت بھی اور ہوا بھی سب چیزیں اس طرح یہ پانچ لطائف جو عالم امر کے ہیں ان کا مرکز ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

تو روح اطہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان لطائف ربانی کا پہلا ارتکاز ہے جس سے منعکس ہو کر پھر پانچ لطائف بنے اور ہر ایک میں سے حصہ ہر پیدا ہونے والے وجود کو عطا کیا گیا ہر روح ان پانچ اجزاء کو لے کر اپنے ساتھ پیدا

ہوئی خواہ وہ کافر کے گھر پیدا ہوا یا مسلمان کے گھر۔

یہ آمیزہ جب تیار ہوگیا تو یہ دو طرح کی چیزیں تھیں اور ان کی ضرورت بھی دو طرح وجود کی ضرورت مادی اس کی لذتیں مادی ہیں اس کے دکھ مادی ہیں اس کی راحت مادی ہے اس کی غذا مادی ہے اس کی دوامادی ہے جب وجود ہی مادی ہے تو اس کی ضروریات بھی مادی ہیں۔

اور روح نہ صرف عالم امر سے ہے بلکہ عالم امر میں ایک خاص حیثیت ان لطائف کی ہے جو اس کو ودیعت کئے گئے جو تجلیات ذاتی سے متاثر ہوتے ہیں حالانکہ امر صفت ہے ذات باری تعالی کی تجلیات صفاتی ہوتی ہیں عالم امر میں انوار و تجلیات و توجہات صفاتی ہوتی ہیں لیکن یہ پانچ لطیفے جو ہیں ان پر تجلیات ذاتی مرتکز ہوتی ہیں گویا یہ عالم امر کا بھی خلاصہ ہے اس کا بھی مغز ہے اس کی بھی اساس ہے جو ہر روح کو دیئے گئے جتنے کمالات مادی ہیں ان کو حاصل کرنے کیلئے ان اجزاء مادی کی ترتیب کا درست ہونا شرط ہے یعنی اس کا وجود صحت مند ہو اس کی صحت درست ہو اس کی نگاہ درست ہو اس کی شنوائی صحیح ہو بات کرسکتا ہو اس کا دماغ صحیح حالت میں ہو تو جتنی جتنی اعلی کوالٹی ہوتی جائے گی ان اوصاف کے اتنے اتنے کمالات مادی وہ شخص حاصل کرسکتا ہے۔

مثلا کوئی کاریگر بنتا ہے لکڑی کا کوئی لوہے کا کوئی ڈرائیور بنتا ہے اور کوئی ڈاکٹر بن جاتا ہے اور کوئی سائنٹسٹ بن جاتا ہے ایٹمی دنیا تک تحقیق کرتا چلا جاتا ہے اس سارے پروسس کے لئے ان اوصاف کا اعلی ہونا شرط ہے جتنے یہ اعلی ہوں گے اتنی وہ دور تک تعلیم اور معلومات حاصل کرسکتا ہے۔

اب جو تعلق اس کا عالم امر سے ہے اس کے لئے بھی روح کی ویسی ہی صحت ویسی ہی توانائی اور اس کی ان خصوصیات کا ویسے ہی اعلی ہونا شرط ہے

جتنی وہ خصوصیات اعلی ہوں گی اسی قدر اس کی رسائی ہوگی اس کی نگاہ پہنچ سکے گی اور سب سے اعلی ارواح انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کی ہوتی ہیں اس لئے ان کی رسائی خود ذات باری تک ہوتی ہے صرف عالم امر تک نہیں بلکہ تمام کائنات کے خالق تک انبیاء کی رسائی براہ راست ہوتی ہے اور مرضیات باری کو ذات باری سے لے کر مخلوق تک پہنچاتے ہیں۔

چونکہ اس طرف نبی عام نور بھی ہوتا ہے نور تو یہ روح بھی ہے لطیف سے عالم امر خود ایک نوری عالم ہے لیکن نبی کے سینے میں وہ نور ہوتا ہے جس کا تعلق ... راست ذات باری سے قائم ہوتا ہے وہاں سے اخذ کرتا ہے تو نبی بشر ... ہے اس کی آواز عالم بشریت میں بھی پہنچتی ہے عالم بشریت اس سے مستفید ... تب ہو سکتا ہے جب وہ اپنی بشریت میں واپس آئے اور انبیاء کے دونوں پہلو کامل ترین ہوتے ہیں کہ جو بات اس طرف کی کرتے ہیں وہ بھی عین حق ہوتی ہے اور جو بات عالم امر کی کرتے ہیں وہ بھی عین حق ہوتی ہے کوئی بڑے سے بڑا سائنٹسٹ کوئی بڑے سے بڑا حکیم کوئی بڑے سے بڑا ڈاکٹر غذا اور دوا بتانے میں دھوکا کھا سکتا ہے غلطی کر سکتا ہے لیکن نبی اس طرف بھی اتنا کامل ہوتا ہے کہ کسی کو دوا بتادے وہ بالکل درست ہوتی ہے غذا بتادے وہ بھی درست ہوتی ہے بشریت کے تقاضے پورے کرنے کا کوئی اسلوب بتادے وہ عین حق ہوتا ہے جب یہ کمال ہر نبی اور ہر رسول میں موجود ہے اس کا دل اس کی روح اس کا سری خفی اخفاء عالم امر میں بھی مرکز تجلیات ربانی کے جو لطائف ہیں ان کا امین ہوتا ہے اور ان کو غذا پہنچاتا ہے جس طرح زمین تمام مادی وجودوں کو غذا پہنچاتی ہے اسی طرح نبی اپنی امت کے ایک ایک فرد کو روحانی غذا بہم پہنچاتا ہے۔

توپھر آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس سے تو کائنات کا ایک ایک فرد انسان ہیں جن ہیں یا فرشتےسارے کے سارے امت جاکر بنتے ہیں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تو گویا جہاں جہاں روح ہے جہاں جہاں لطیفہ ربانی ہیں جہاں جہاں لطائف ہیں ان کی نورانیت ہے اس نور کا سارا مرکز براہ راست کون ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

اس لئے ارشاد ہوتاہے وماار سلنک الا رحمتہ اللعالمین ساری کائنات میں جو حیات جوانعامات جو قوت اور جو تعلق مع اللہ بٹاہے کائنات کے ذرے ذرے کا تعلق جو اس کو اپنے خالق کے ساتھ نصیب ہے خواہ عرش کا باسی ہو یا فرش کا اس کے تعلق کا بنیادی عنصر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود ہے۔

اب جب حضور کی نورانیت پر بات ہوگی تو ذرا اس بات کا اندازہ کریں کہ کیا اس عالم آب وگل میں کوئی ایسا پیانہ ہے جو آپ کی نورانیت کو ماپ سکے جو چیز بھی ہاتھ میں لیں گے وہ خود اس نور سے مستفاد ہوگی تو ماپنے کیلئے تو کوئی چیز چاہیے جو اس کو سمالے جس کے اندر وہ شے محدود ہوجائے۔

کائنات میں جتنی نورانیت ہے جتنے نورانی معیار ہیں یہ سارے مستفاض ہیں نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے تو گویا یہ کائنات آپ کی روح اطہر کی وسعتوں کو ماپنے سے عاجز ہے لیکن یہ ساری وسعتیں کہاں ہیں ایک حسین اور خوبصورت سے ہلکے پھلکے سے وجود اقدس میں صلی اللہ علیہ وسلم کمال صنعت ہے میرے رب کریم کی کہ ان ساری عظمتوں کو جن کو ماپنے کا پیانہ ہمارے پاس نہیں ہے اور عاجز آکر کہہ دیا ہے۔

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

ان کو ایک حسین سا مرکب خوبصورت سا وجود بنا کر اس میں مرتکز کردیا

اس کا کام ہے جس نے کردیا اور اس وجود اطہر کو فخر بنادیا عالم بشریت کا انسان اسی لیے اشرف المخلوقات ہے اسے ساری تخلیق باری میں اس لیے شرف حاصل ہے کہ عالم انسانیت ہی کا ایک فرد ہے محمد رسول اللہ صل اللہ علیہ وسلم انبیاء و صلحا اس کا ایک فرد ہیں۔

سو نبی کی ذات کے دو پہلو ہو گئے جب متوجہ الی الخلق ہوتا ہے تو عالم بشریت میں آتا ہے ہم میں استعداد نیں ہے کہ ہم نور سے بات کو اخذ کر سکیں اگر ہوتی فرشتوں سے بات سن لیتے جو ادنیٰ نور ہیں انبیاکی نسبت اگر عام بشر میں یہ قوت ہوتی تو کم از کم فرشتے سے بات کر لیتا اس سے پوچھ لیتا اس سے بھی نیچے آ جاوء شیطان جو آگ سے ہیں جسم لطیف رکھتے ہیں ان سے بھی بات نہیں کر سکتے نبیؐ کی نورانیت کا کیا کہنا کہ ذات باری سے ہم کلام ہوتا ہے۔

لیکن جب ہمیں اپنے کلام سے نوازتا ہے تو وہ اس کی بشریت ہوتی ہے جس تک ہماری رسائی ہوسکتی ہے نبی کی نورانیت تک ہماری رسائی نہیں ہے تو نہ نبی کے نور ہونے کا انکار کیا جا سکتا ہے اور نہ اس کی بشریت سے مفر ہے اور بشریت حضور اکرم صل اللہ علیہ وسلم کی فخر بشریت ہے معیا بشریت ہے انتہائے بشریت ہے اور نورانیت محمد صل اللہ علیہ وسلم انتہائے نورانیت ہے جتنا کوئی مخلوق خالق سے اخذ کر سکتی ہے۔

لیکن یہ خوب یاد رہے کہ یہ سارے کمالات یہ سارے وجود تخلیق ہیں اور جو کمالات تجلیات ذاتی کے ہیں ان کے مرکز وہ جود ہیں جو تخلیق کئے گئے ہیں جن پر تجلیات باری مرتکز ہوتی ہیں خدا کا ذاتی نور غیر منفصل ہے یہ جتنے نور کی بات چلتی ہے یہ نور بھی مخلوق ہے اللہ کی۔ اور جو نور مخلوق نہیں ہے اگر وہ ذات نہیں ہے تو پرتو ذات ضرور ہے تجلیات ذات ضرور ہے اور تجلیات ذات کو

برداشت کرنا بھی ارض و سما کے بس کی بات نہیں ہے یہ مادی جہاں اس کو برداشت نہیں کر سکتا۔

فلما تجلی ربہ للجبل جعلہ دکا۔ وہاں ذات باری تشریف نہیں لائی کوئی ایک تجلی ظاہر فرمائی پرخچے اڑ گئے پہاڑ کے ان تجلیات کو برداشت کرنا روح کا کام ہے جس کا تعلق عالم امر سے ہے اور جن کو بنیادی طور پر پانچ سیل ایسے دیئے گئے ہیں۔ جو ان تجلیات کو اخذ کرنے کی استعداد رکھتے ہیں۔

تو میرے بھائی ایک حسین مرقع ہے تخلیق باری کا وجود اقدس آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کہ بشریت کے پہلو سے لیں تو کمال بشریت انتہائے بشریت' حد بشریت ہے۔

اور نورانیت کے پہلو سے لیں تو کمال نورانیت ہے انتہائے نورانیت ہے جو کسی مخلوق میں آ سکتا ہے باقی کائنات میں جتنا نور بٹتا ہے اسی ایک وجود صلی اللہ علیہ وسلم کا صدقہ ہے اصل مرکز ذات اقدس رسول اللہ علیہ وسلم ہیں ساری کائنات وہاں سے اخذ کرتی ہے جس طرح مادی دنیا میں سورج توانائی کا مرکز ہے اللہ کریم نے توانائیوں سے بھر دیا ہے۔ دنیا کے پاس کوئی پیمانہ نہیں ہے کہ اسکی توانائیوں کو ماپ سکے کائنات میں باقی جہاں جہاں حرارت ہے روشنی ہے وہ اس سے متضاد ہوتی ہے۔ بے شمار ستارے ہیں بے شمار سیارے ہیں چاند ہے سارے اس سے اخذ نور کرتے ہیں۔

اس طرح جتنے بھی انبیاء علیہ الصلوۃ والصلوۃ والسلام ہیں سارے چاند ہیں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب کے لئے سورج کی حیثیت رکھتے ہیں اور جبھی تو آپ کی بعثت نے باب نبوت بھی بند کر دیا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہ کوئی ایسی ہستی ہے جو تشریف لائے اور نہ کسی کے تشریف لانے کی ضرورت ہی باقی ہے۔

ہم رات کو دیئے سے روشن کرتے ہیں کہیں ستاروں کی روشنی پہ بسر ہوتی

ہے۔ چاند طلوع ہو جائے تو روئے زمین کو منور کر دیتا ہے سورج طلوع ہوتا ہے تو لوگ بتیاں بند کرنا شروع کر دیتے ہیں ضرورت ہی نہیں رہتی اور یہ ایک ایسا سورج ہے۔

افلت شموس الاولین وشمسنا ابدا" علی الافق العلی لا تغرب

لیکن یہ سارے محاسن و کمالات اللہ کی عظمت کی دلیل ہیں وہ فرماتا ہے۔ ہوا الذی ارسل رسولہ بالھدی و دین الحق۔ میں وہ مالک ہوں جس نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیسا کامل ترین انسان تخلیق فرمایا یعنی میرے اس شاہکار کو دیکھ کہ یہ میری تخلیق ہے پھر میری عظمت کا اندازہ کر جو تیرے اندازوں سے بالاتر ہے جب تو میری تخلیق کی عظمت کا احاطہ نہیں کر سکتا تو خالق کی عظمت کو پانا تیرے بس کی بات نہیں ہے بلکہ صرف ایک ہی بات رہ جاتی ہے الحمد اللہ رب العالمین تمام کمالات اسی کی طرف راجع ہیں ساری کائنات میں قاسم کائنات ہیں تو یہ ساری عظمت پیامبر صلی اللہ علیہ وسلم ایک مینار نور بن جاتی ہے اس راستے کا جو اللہ کی عظمت اللہ کی معرفت اور اللہ کے قرب کا ذریعہ ہیں۔

اس میں جھگڑنے کی کیا بات ہے اگر کوئی نور کہتا ہے تو بھی سچ کہتا ہے اگر کوئی بشر کہتا ہے تو بھی سچ کہتا ہے لیکن دونوں کے لیے ایک احتیاط لازم ہے نور والا اسے خدا کی ذات سے نور نہ کہے کیونکہ خدا کی ذات غیر منقسم ہے ذات ذات ہے اور مخلوق مخلوق ہے بشر کہنے والا اپنے جیسا بشر نہ کہے جو عام بشریت کے لئے بھی باعث ننگ و عار ہے اور فخر بشریت ہے صلی اللہ علیہ وسلم

جیسے ہم مادے کی مختلف اقسام کو دیکھتے ہیں جمادات ہیں نباتات ہیں جمادات میں پتھر بھی ہے لوہا ہے پیتل بھی ہے سکہ بھی ہے تانبہ بھی ہے اور ہیرا بھی ہے ایسی جنس بھی ہے ایسا موتی بھی ہے جو شاید دنیا میں اکیلا ہو اس کے جمادات ہونے سے تو انکار نہیں ہے لیکن سای دھاتیں اپنے کو اس کے مقابل

کھڑا نہیں کر سکتیں۔

بشر کہنے والا ایمان رکھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم بشر ہیں لیکن خیرا لبشر ہیں کوئی دوسرا بشر آپ جیسا نہیں اور نور کہنے والا بھی ایک حد رکھے کہ سارے نور کا مرکز حضورؐ ہیں لیکن وہ نور جو تخلیق باری ہے وہ نور جو مستفاد ہے تجلیات باری سے نہ کہ ذات باری کا حصہ بنائے دو کناروں پہ حد رکھ کر یہ احتیاط رکھ کر بشر بھی کہو تو بجا کہا نور کہا تو بجا کہا نہ اس نے غلط کہا نہ اس نے شرط یہ ہے کہ ان حدود کو قائم رکھے۔

میرے بھائی کم از کم حضورؐ کے ساتھ تعلقات کھرے ہوں جاننے کی حد تک صحیح ماننے کی حد تک صحیح اگر عمل میں کمی رہ گئی خدا کی رحمت وسیع ہے جاننے اور ماننے میں کمی رہ گئی تو اس کا مداوا اس زندگی کے بعد ممکن نہیں ہے نہ کسی کو موقع دیا جائے گا۔

ہم لوگ بھی عجیب ہیں مادی دنیا میں تو جتنی زیادہ دکانیں ہوں ہم سودا بھی وہاں سے جا کر لیتے ہیں جہاں زیادہ دکانیں ہوں اور اپنی پسند سے خوبصورت اور کھرا مال پسند کر لیتے ہیں جب اس طرف آتے ہیں کیونکہ یہ کہتے ہیں بتانے، والے بہت لوگ ہیں کوئی کچھ کہتا ہے تو کوئی کچھ کہتا ہے جی ہم پریشان ہو گئے، بھائی جتنی زیادہ دکانیں ہوں ہمیں تو خوش ہونا چاہیے کہ کہیں نہ کہیں سے تو کھری بات مل ہی جائے گی جب اتنا وسیع بازار ہو گا جس میں پانچ سو سات سو ہزار ایک جنس کی ہیں تو کہیں تو آدمی کھرے اور کھوٹے کی تمیز کر ہی سکتا ہے اگر ایک ہی دوکان ہو تو اس پر مال ناقص بھی ہو تو مجبوری بن جاتی ہے کوئی دوسری دکان نہیں ہے جب بتانے والے زیادہ ہیں میں تو سمجھتا ہوں کہ لوگوں کو خوش ہونا چاہیے سب کی بات سنے ہر بتانے والے کی بات کو سن کر اپنے آپ کو خدا کے سامنے حاضر کر کے خود تجزیہ کر لیں کہ حق کیا ہے اور حق حق ہوتا ہے حق اپنے کو اسفل ترین انسان سے بھی منوالیتا ہے۔

ایک واقعہ ملتا ہے سیرت کی کتابوں میں ابوجہل ایک دن بڑا پریشان بیٹھا تھا ایک لڑکا تھا نو عمر سا رشتے میں اس کا بھانجا بھتیجا لگتا تھا اس نے دیکھا تو کہنے لگا کہ آپ اس وادی میں سردار ہیں اور آپ کا لقب ابوالحکم ہے آپ نے ہی اگر پریشان ہونا شروع کردیا تو اس وادی میں کون رہے گا تو وہ لوگ وہ جو آپ کی طرف دیکھ کر حوصلہ پکڑتے ہیں ان کا کیا ہوگا۔

کہنے لگا یار بات ہے ایسی ہے جس بات نے مجھے ہلا کر رکھ دیا ہے عجیب وغریب بات تو یہ ہے کہ ایک شخص نے ہماری صدیوں کی بنائی ہوئی ایک بات تھی ایک طریقہ تھا اس ساری کو پامال کر دیا ہے اس کے پرخچے اڑادیئے اور ہم تو کچھ نہیں کر پائے یعنی جس اپنے نظام پر ہمیں فخر تھا کہ ہم کسی حاکم کو بھی خاطر میں نہیں لاتے کسی سلطنت کی بھی پرواہ نہیں کرتے کسی بادشاہ کو بھی ہم پلے نہیں باندھتے ایک فرد نے یکہ و تنہا کھڑے ہو کر اس کا تانا بانا بکھیر دیا کہنے لگا یہ بھی کوئی حیران ہونے کی بات ہے ایک آدمی کے لیے آپ پریشان ہیں حالانکہ آپ کے ہاں تو خون انسان کی کوئی قیمت ہی نہیں ہے کسی آدمی کو مارنا جانور کو مارنے سے زیادہ آسان ہے تو آپ اس فکر میں کیوں پڑے ہیں ایک آدمی ہے اس کا سر قلم کر دیجیے۔

وہ کہنے لگا تمہارے ابھی دودھ کے دانت ہیں جو عقل تجھے اب آئی ہے وہ مجھے پہلے دن ہی یہ بات سن کر آگئی تھی تو کیا سمجھتا ہے کہ ہم نے قتل کرنے میں کوئی کسر چھوڑی ہے جو طریقہ تو مجھے آج بتا رہا ہے چھوٹا سا بچہ ہو کر میرے ذہن میں پہلے ہی دن آگیا تھا کہ یہ شخص سلامت نہیں رہنا چاہئے اور ہم نے کوئی کسر نہیں چھوڑی وہ کہنے لگا یہ بات میری سمجھ میں نہیں آتی کہ آپ قتل کرنا چاہیں اور اس وادی کا کوئی ایک فرد ہواور وہ قتل نہ ہو سکے کہنے لگا وہ ایک فرد ہی نہیں بلکہ خدا کا رسول بھی ہے افراد سے ہم لڑ سکتے ہیں لیکن خدا سے لڑنا ہمارے بس کی بات نہیں ہے وہ لڑکا حیران ہوگیا کہنے لگا جب تجھے بھی یقین ہے

خدا کا رسول ہے تو پھر بات ختم پھر قبول کر لو جھگڑا ختم ہو جائے کہنے لگا یہی بات تمہاری سمجھ میں نہیں آئی اس چیز کو تم نہیں سمجھ سکتے ہو کہ اگر ہم مان لیں گے تو ہماری ذاتی حیثیت کچھ بھی نہ رہ جائے گی اور ہم اپنی حیثیت میں زندہ رہنا چاہتے ہیں۔

یعنی حق ایسی شے ہے جو ابو جہل سے بھی اپنے ہونے کو منوالیتا ہے قبول کرتا یا نہ کرتا یہ اپنا اپنا نصیب اپنی اپنی پسند اپنے اپنے اختیار کی بات ہے کوئی با شعور انسان جس کے حواس قائم ہیں جس کا ذہن مختل نہیں ہو گیا ہو سمجھ سکتا ہے کہ حق کیا ہے بشرطیکہ وہ حق کا طالب بن جائے اور اس شخص کے دل میں یہ بات آ جائے کہ مجھے کھری بات لینا ہے مجھے جھگڑوں سے سروکار نہیں جب سودا خریدنے جاتے ہیں کوئی آٹھ آنے سیر بتاتا ہے کوئی وہی شے بارہ آنے سیر کوئی چھ آنے سیر کوئی کچھ کوئی کچھ ہم نے کبھی ان جھمیلوں پر توجہ نہیں دی ہے ہم اپنے مطلب کی چیز نکالتے ہیں اس کے ساتھ بھاوء کرتے ہیں اور لے کر چلتے ہیں دوکاندار آپس میں مقابلہ کررہے ہیں لڑ رہے ہیں جھگڑ رہے ہیں اس سے ہمارا کیا سروکار اس بازار میں بھی اگر آپ کو زیادہ آوازیں سنائی دیتی ہیں تو اچھی بات ہے اگر زیادہ مراکز ہیں اگر زیادہ دکانیں ہیں اگر زیادہ آوازیں ہیں تو ان میں سے اپنے مطلب کی آواز کو پسند کرلیں۔

اور ضرور کریں کہ وقت کم ہے بالکل کوئی اعتبار نہیں ہے آپ دیکھتے ہیں کبھی آپ کو اتفاق ہوا ہو جیل میں ایک سیل ہوتا ہے جن میں وہ لوگ رکھے جاتے ہیں جن کو سزائے موت ہو جاتی ہے کچھ ان میں ہمت ہار بیٹھتے ہیں اور کچھ ان میں اس حوصلے پر رہتے ہیں کہ نکل جائیں گے۔ وقت آتا ہے بلیک وارنٹ جاری کردیا جاتا ہے بلیک وارنٹ کا مطلب ہوتا ہے کہ کل یا پرسوں اتنے بجکر اتنے منٹ پر لٹکادو اس کی کوئی اپیل کوئی بات باقی نہیں رہتی اگر ان کو دیکھا جائے میں نے تو خود دیکھا ہے میرا ایک رشتہ دار تھا جس کے چھوٹے چھوٹے بچے تھے وہ پوچھتا تھا یہ بچے کس کے ہیں بلیک وارنٹ جس وقت آجاتا ہے آدمی

کی حالت یہ ہوتی ہے کہ زندہ موجود ہے اپنے بچے ہیں چھوٹے چھوٹے کمسن اور پوچھتا ہے کہ یہ بچے کس کے ہیں۔

بلیک وارنٹ ہم سب کا جاری ہو چکا ہے یہ اور بات ہے کہ اس پر ٹائم بتا دیا جاتا ہے کہ کل صبح چار بجے تجھے لٹکا دیا جائے گا صرف ٹائم نہیں بتایا گیا بلیک وارنٹ ہر پیدا ہونے والا لے کر آتا ہے اگر دنیا کی حکومت دے دے تو اس پہ یوں یقین ہو جاتا ہے کہ دنیا سے یوں بیزاری کہ اولاد کی فکر بھی نہیں رہتی یہ جو رب العالمین نے دے دیا۔ اس کو سچ جانو آج ہم نے ایک جنازہ پڑھا سارے گھر والے آج صبح جب اٹھے یہ مائی بھی اٹھی ہاتھ منہ دھوکر چائے کا ایک گھونٹ پیا باقی رہ گئی کیتلی اٹھائی تو مری پڑی تھی۔

تب میاں مشورہ نہ کرو وقت کم ہے دن بیت جائے گا اپنے لیے جو چاہتے ہو پسند کرلو مجھ پر بھی نہ رہو کہ جو میں کہتا ہوں وہ مانو لیکن یہ مشورہ ضرور قبول کر لو کہ جو چاہتے ہو وہ مان لو اس پر جم جاؤ اور پھر جو متردد نہ رہو متردد رہا اس نے کیا مانا اس نے کچھ بھی نہیں خریدا تردد اس بات کی دلیل ہے کہ آپ کے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔

اور ایمان کی سند یہ ہے کہ لاریب فیہ اس کے بعد دل میں کوئی کھٹ کھٹ نہ رہے کوئی تردد کوئی معمولی سا درجہ شک کا باقی نہ رہے یہ ایمان کی دلیل ہے بالکل سیدھا سا ایمان یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی مخلوق ہیں بلکہ مخلوق کے سردار ہیں اللہ کے رسول ہیں تمام رسولوں کے امام ہیں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہی ایسی ہستی ہیں کہ آپ کی بعثت سے قیامت تک جس ہستی کی اطاعت کی جائے گی سیدھی سادھی بات ہے۔ نور بھی ہیں بشر بھی لیکن خدا کے رسول ہیں۔

اور رسالت تمام ہوگئی ہے آپ کی ذات اقدس پر آپ نے مخلوق کو اس کی احتیاج سے بے نیاز کر دیا ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی مبعوث ہو۔

(وصلی اللہ علیہ وسلم)